جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	فلسفہ صوم
تصنیف	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	ضیاء نیر، علی اکبر قادری
تحقیق و تخریج	:	عبدالجبار قمر
تخریج و پروف ریڈنگ	:	محمد فاروق رانا، عبدالجبار قمر، اللہ بخش نیر (منہاجینز)
کمپوزنگ	:	محمد یامین
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّتؒ ریسرچ اِنسٹیٹیوٹ www.Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
نگرانِ طباعت	:	محمد جاوید کھٹانہ (منہاجین)
اِشاعتِ اوّل تا چہارم	:	7,300
اِشاعتِ پنجم	:	اکتوبر 2003ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/130 روپے
نئی قیمت	:	-/100 روپے
قیمت سپیشل پیپر	:	-/140 روپے

www.MinhajBooks.com

نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلیکیشنز)

sales@minhaj.biz

فلسفہ صوم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

www.MinhajBooks.com

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

www.MinhajBooks.com منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرُبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔۱/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں وکشمیر کی چٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۱۰۶۱-۸۰/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	پیش لفظ	۱۳
۲	**باب اول: روزے کی فرضیت**	۱۹
	روزے کی فرضیت	۲۱
	روزے کے واجبات و شرائط	۲۲
	رمضان کی وجہ تسمیہ	۲۳
۳	**باب دوم: رمضان المبارک احادیث نبوی کی روشنی میں**	۲۵
	i۔ روزہ گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے	۲۷
	ii۔ روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں	۲۸
	iii۔ روزے کا اجر و ثواب	۲۹
	iv۔ روزے کی فضیلت کے اسباب	۳۰
	v۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا کا متغیر ہو جانا	۳۴
	vi۔ جنت کے دروازوں کا کھل جانا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا	۳۵
	شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم	۳۶
	vii۔ باب الریان صرف روزہ دار کے لئے مخصوص ہے	۳۹
۴	**باب سوم: روزے کی حکمتیں**	۴۱
	i۔ پہلی حکمت (تقویٰ کا حصول)	۴۳
	ii۔ دوسری حکمت (تربیتِ صبر و شکر)	۴۴
	iii۔ تیسری حکمت (جذبہ ایثار)	۴۵

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۴۶	iv۔ چوتھی حکمت (تزکیہ نفس)	
۴۷	حضرت غوث الاعظم کی روحانی طاقت	
۴۹	v۔ پانچویں حکمت (رضائے خداوندی کا حصول)	
۴۹	رضائے خداوندی کی پہچان اور علامت	
۵۱	**باب چہارم: جسم اور روح کی حقیقت**	۵
۵۳	جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر	
۵۵	جسم اور روح کی بحث کا ماحاصل	
۵۵	روح کیا ہے؟	
۵۶	فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا	
۵۶	بندہ مولا کی صفات کے روحانی کمالات	
۵۹	جسم کی قید سے رہائی کے بعد روح کا مقام	
۶۰	تزکیہ روح کے لئے روزہ...... بہترین عمل	
۶۲	فقر و فاقہ کی بنا پر اصحابِ صفہ کا مقام	
۶۳	اِضطراری و اختیاری فقر میں فرق	
۶۵	**باب پنجم: روزہ کی اقسام**	۶
۶۷	i۔ عوام کا روزہ	
۶۸	ii۔ خواص العام کا روزہ	
۶۹	iii۔ خواص الخاص کا روزہ	

صفحہ	عنوانات	نمبرشمار
۷۱	iv۔اخص الخاص کا روزہ	
۷۳	**باب ششم: رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ**	۷
۷۵	**۱۔معمولات مصطفوی کا اجمالی جائزہ**	
۷۶	ا۔صیام رمضان اور معمولات نبوی ﷺ	
۷۷	i۔رمضان المبارک کا چاند دیکھنے پر خصوصی دعا	
۷۷	ii۔رمضان المبارک کو خوش آمدید کہنا	
۷۸	iii۔رمضان اور شعبان میں روزوں کا اتصال	
۷۹	iv۔روزے میں سحری و افطاری کا معمول	
۸۱	برکت سے کیا مراد ہے	
۸۳	v۔سحری میں تاخیر	
۸۴	vi۔حضور ﷺ کس چیز سے روزہ افطار فرماتے تھے؟	
۸۶	بھوک کی حالت میں طعام کو نماز پر فوقیت دینا	
۸۷	بہترین عمل......عملِ مداومت	
۸۹	**۲۔معمول قیام رمضان:**	
۹۰	تراویح کی شرعی حیثیت	
۹۰	تراویح کا لغوی مفہوم	
۹۳	معمول ختم قرآن	
۹۶	رمضان المبارک اور رسم شبینہ	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۹۷	دینی امور میں اعتدال اور میانہ روی	
۹۸	حضرت جبریلؑ کے ساتھ دورہ ختم قرآن	
۹۹	۳۔ معمول تہجد	
۱۰۰	فضائل نماز تہجد	
۱۰۲	تہجد کا لغوی مفہوم	
۱۰۲	نماز تہجد کے اوقات	
۱۰۳	کثرت صدقہ و خیرات	
۱۰۵	۴۔ معمول اعتکاف	
۱۰۹	**باب ہفتم: رمضان المبارک میں اکابر اسلاف کے معمولات**	۸
۱۱۱	اہلِ مکہ کے معمولاتِ رمضان المبارک	
۱۱۱	اہلِ مدینہ کے معمولاتِ رمضان المبارک	
۱۱۲	آہ! محفل سے پرانے بادہ کش رخصت ہوئے	
۱۱۳	نمازِ تراویح اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معمول	
۱۱۳	نماز تہجد اور صلحائے امت	
۱۱۴	رمضان المبارک میں ہمارا معمول ......لمحہ فکریہ	
۱۱۷	**باب ہشتم: روزہ کے احکام و مسائل**	۹
۱۱۹	شرائطِ وجوب	
۱۱۹	شرائطِ وجوبِ ادا	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۲۰	روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر	
۱۲۰	i۔مرض یا بھوک و پیاس کی شدت	
۱۲۰	ii۔سفر	
۱۲۱	iii۔کمزور، لاغر اور بوڑھا ہونا	
۱۲۱	iv۔عورت کا حاملہ ہونا یا دودھ پلانا	
۱۲۱	v۔ جہاد میں شرکت	
۱۲۱	روزے کے ارکان	
۱۲۲	روزے کی نیت کے احکام	
۱۲۳	سحری و افطاری کے احکام	
۱۲۴	روزہ توڑنے والی چیزیں	
۱۲۵	روزہ کے مکروہات	
۱۲۵	روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ	
۱۲۷	**باب نہم: چند نفلی روزوں کی فضیلت**	۱۰
۱۲۹	صومِ عاشورہ	
۱۳۰	صومِ عرفہ	
۱۳۰	شوال کے چھ روزے	
۱۳۱	شعبان کا روزہ اور شبِ برات	
۱۳۱	ایامِ بیض کے روزے	

www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ	۱۳۲
	بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ	۱۳۳
	صومِ داؤدی	۱۳۳
۱۱	**بابِ دہم: حقیقتِ اعتکاف**	۱۳۵
	رہبانیت کیا ہے	۱۳۷
	ایک غور طلب نکتہ	۱۳۹
	اسلام میں رہبانیت کا تصور	۱۳۹
	اسلام کا عمومی خراج	۱۴۰
	سود کا بدل......قرضہ حسنہ	۱۴۱
	نشہ شراب کا بدل......نشہ شرابِ عشق الٰہی	۱۴۱
	ایک سوال؟	۱۴۱
	حقیقتِ اعتکاف......خلوت نشینی	۱۴۲
	خلوت نشینی کیوں؟	۱۴۲
	اعتکاف کی نیت کیا ہو؟	۱۴۳
	ایک دلچسپ حکایت	۱۴۴
	حقیقتِ نفس	۱۴۴
	مقصود خلوت نشینی	۱۴۵
	مسائل اعتکاف	۱۴۷

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۴۷	اعتکاف واجب	
۱۴۷	اعتکاف سنت مؤکدہ	
۱۴۸	اعتکاف مستحب	
۱۴۸	اعتکاف کے چند دیگر مسائل	
۱۵۱	**باب یازدہم: شب قدر اور اس کی فضیلت**	۱۲
۱۵۳	شب قدر کا معنی و مفہوم	
۱۵۵	یہ رات کیوں عطا ہوئی؟	
۱۵۷	امتِ محمدی ﷺ کی خصوصیت	
۱۵۷	پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟	
۱۵۸	فضیلتِ شب قدر: احادیث کی روشنی میں	
۱۵۹	شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا	
۱۶۰	ایک جھگڑا علم شب قدر سے محرومی کا سبب بنا	
۱۶۲	ایک صحابی کو آگاہ فرمانا	
۱۶۳	شب قدر کے تعین کے سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ	
۱۶۷	شب قدر کا وظیفہ	
	اشاریہ	
	کتابیات	

www.MinhajBooks.com

پیش لفظ

مذہب کا اصل مقصد درحقیقت تصفیہ عقائد، تزکیہ نفس و روح اور اخلاق حسنہ کی ترویج ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ”**بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**“ کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس لحاظ سے انسانیت کا نصب العین اخلاقِ حسنہ کی تکمیل ہے جو تزکیہ نفس کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

مذاہب عالم کے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی صورت میں تزکیہ نفس اور روحانی طہارت کی اہمیت کو اجاگر کرتا رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے ہاں اس کے انداز مختلف اور طریقے علیحدہ ہیں مثلاً ہندوؤں کے ہاں پوجا کا تصور ہے، عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کا رجحان، یونان کے مفکرین نے اس سلسلے میں ترک دنیا کو ضروری قرار دیا اور بدھ مت کے ہاں جملہ خواہشات کو قطعاً فنا اور ختم کر دینا لازمی قرار دیا گیا ہے، لیکن اسلام ایک ایسا سادہ اور آسان دین ہے، جو ان تمام خرافات اور افراط و تفریط سے پاک ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں تقوی اور تزکیہ نفس کے لئے ارکان اسلام کی صورت میں ایک ایسا پانچ نکاتی لائحہ عمل عطا کر دیا، جو فطرۃً انسان سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت آسان اور قابلِ عمل بھی ہے۔

انہیں ارکان اسلام میں سے روزہ ایک اہم ترین ہے، جو تزکیہ نفس کے لئے

اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ روزہ کا تصور کم وبیش ہر مذہب اور ہر قوم میں موجود رہا ہے اور اب بھی ہے، مگر اسلام میں روزے کا تصور یکسر جداگانہ، منفرد اور مختلف ہے۔ اس سلسلے میں اختصار کے پیش نظر ہم صرف دو انگریزی اقتباسات کا اردو ترجمہ بطور شہادت نقل کرتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف جیوز میں اس طرح لکھا ہے:

> ''یہودی اور عیسائی روزہ بطور کفارۂ گناہ یا توبہ کی خاطر یا پھر ان سے بھی تنگ تر مقاصد کے لئے رکھتے تھے اور ان کا روزہ محض رسمی نوعیت کا ہوتا تھا یا پھر قدیم تر ایام میں روزہ ماتم کے نشان کے طور پر رکھا جاتا تھا۔''

یعنی اس وقت روزے کی اصل مقصدیت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ان لوگوں نے اپنے مخصوص مفادات کے لئے روزے کو محدود کر لیا تھا، مگر اسلام نے اس میدان میں بھی انسانیت کو روزے کے ذریعے ایک نظام تربیت دیا۔ مذکورہ بالا کتاب میں اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا گیا ہے:

> ''یہ اسلام ہی ہے جس نے روزے کے بارے میں اپنا زاویہ نگاہ اور دائرہ کار وسیع کر دیا اور روزہ کے اغراض ومقاصد کو بلند کر دیا۔ زندگی کی وہ تمنائیں اور خواہشات نفسانیہ جو عام طور پر جائز ہیں اسلامی روزہ میں ان پر بھی معین عرصہ کے لئے پابندی عائد کر دی جاتی ہے اور اسلام کا ماننے والا ان پابندیوں کو اپنی دلی رغبت و مسرت کے ساتھ اپنے اوپر عائد کر لیتا ہے۔ یہ چیزیں جسم و روح دونوں کے لئے ایک مفید ورزش ہے۔''

علاوہ ازیں مختلف مذاہب میں روزہ رکھنے کے مکلّف بھی مختلف طبقات میں

موجود ہے' مثلاً پارسیوں کے ہاں صرف مذہبی پیشوا' ہندوؤں میں برہمن اور یونانیوں کے ہاں صرف عورتیں روزے رکھنے کی پابند ہیں، جبکہ ان کے اوقاتِ روزہ میں بھی اختلاف اورافراط وتفریط پائی جاتی ہے لیکن اسلام کے پلیٹ فارم پر دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے عاقل' بالغ مسلمان مرد وعورت کے ایک ہی وقت میں ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔

ارشاد فرمایا گیا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔

(البقرۃ' ۲:۱۸۵)

ماہِ رمضان ہر سال رحمتوں' برکتوں اور مغفرتوں کے انمٹ خزانے لے کر سایہ فگن ہوجاتا ہے۔اس ماہ مبارک کے کچھ ایسے تقاضے اورذمہ داریاں بھی توجہ طلب ہیں، جن سے عہدہ برآ ہونا ہر خاص وعام کا دینی فریضہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمان خواہ دیارِ غیر میں ہو یا کسی اسلامی ریاست کا باشندہ تقویٰ اس کا انفرادی عمل ہے، مگر غیر مسلم معاشروں میں اسلام کے نام لیواؤں کے لئے یہ ماہِ مقدس دوسرے مسلمانوں سے نسبتاً زیادہ صبر آزما' ضبطِ نفس اور ایمانی امتحان کی رزمگاہ ہے جہاں قدم قدم پر بدکاری' عریانی وفحاشی سے رچے ہوئے بازار اور محافلِ شباب و شراب کی دلآ ویزیاں' ہر آن انہیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔انہیں خرمنِ ایمان وتقویٰ جلانے کی ہزار ہا شیطانی کوششوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ایسے میں جلوۂ دانش فرنگ سے خیرہ نہ ہونے والی آنکھیں اور محتاط دل ہی یقیناً تقویٰ کے مطلوبہ معیار پر پورا اتر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں روزہ بھوک پیاس کے احساس کے ذریعے ہمیں اپنے اردگرد

مسلمان بھائیوں کی حاجتوں کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ ہم میں سے کتنے صاحبِ ثروت حضرات ایسے ہیں جو روزہ ٹھنڈے دفاتر' ائرکنڈیشنڈ گھروں اور گاڑیوں میں گزار کر شام کو انواع و اقسام کے کھانوں' رنگا رنگ پھلوں اور نوع بنوع مشروبات سے چنے ہوئے دسترخوان پر بیٹھتے وقت باہر گلیوں اور سڑکوں پر بیٹھے ہوئے غریب و مفلس روزہ دار مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کا احساس بھی کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے ہمارے پڑوس میں کوئی خالی پیٹ پانی کے گھونٹ سے روزہ رکھ رہا ہو اور شام کے کھانے کے لئے کسی کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا ہو۔ لہذا روزہ ہمیں یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ ہم خود ہی پرتکلف کھانوں اور ٹھنڈے میٹھے مشروبات سے شکم سیر نہ ہوں، بلکہ اپنے نادار' مفلس' فاقہ کش اور تنگ دست مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھیں، جن کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ لباس وطعام خرید کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا تن ڈھانپ سکیں اور پیٹ پال سکیں۔

یہ ماہ مقدس ہمارے لئے یہی پیغام لاتا ہے کہ ہم جہاں بھی ہوں' جس حالت میں بھی ہوں، ایک دوسرے کے لئے رحمت و شفقت کا پیکر بن جائیں' دوسروں کی ضرورتوں کا بھی اسی طرح احساس کریں، جس طرح اپنی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہیں۔ اپنی خوشیوں میں معاشرے کے ستم رسیدہ حضرات' یتیموں اور بیواؤں کو بھی شامل کریں کہ یہی اصل عید ہے۔ اپنے معاشرے کو پرکیف روحانی ماحول فراہم کرنے کے لئے رمضان شریف کا یہ پیغام گھر گھر اور گلی گلی پہنچائیں۔ مسلمانوں کو رمضان المبارک میں قرآنی تعلیمات کی تفہیم کے مواقع دیں۔ گھروں میں قرآن خوانی اور قرآن فہمی کی ترغیب دیں' اپنے قول و فعل سے تمام غیر اسلامی اور ناپسندیدہ شعائر کی مذمت کریں۔ ریاکاری' بدکاری' غیبت' عیب جوئی' مکروفریب' تعصب' بغض وحسد اور جھوٹ جیسے روحانی امراض سے خود کو بچائیں اور ان کے مہلک اثرات سے دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔ یہی تقویٰ کا تقاضا' اسلامی تعلیمات کا مدعا' روزے کا مقصد اور تحریک منہاج القرآن کا پیغام ہے۔

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

روزہ کی حکمت و فلسفہ پر مشتمل یہ مختصر کتاب ارکان اسلام کے ضمن میں دیئے گئے خطبات جمعہ کا مرتبہ مجموعہ ہے، جس میں قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے انتہائی عام فہم انداز میں جدید سائنسی تحقیقات کے حوالے سے روزے کی بعض حکمتیں سمجھائی ہیں۔ بالخصوص تزکیہ نفس جیسی روزہ کی بنیادی حکمت کو جس انوکھے اور جدید علمی انداز میں زیر بحث لایا گیا ہے اس کی شاید ہی کہیں نظیر مل سکے۔

خاکِ رہ صلحا

علی اکبر قادری

www.MinhajBooks.com

باب اوّل

روزے کی فرضیت

www.MinhajBooks.com

یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ ارکان اسلام میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی پابندی شہادت توحید و رسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ زیرنظر موضوع ان حکمتوں سے متعلق ہے، جو فرضیت روزہ کے عمومی حکم میں کارفرما ہیں، جس کے تحت ہم روزے کے افادی پہلوؤں کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں گے تاکہ ان اثرات کو جو روزہ انسان کی مادی اور روحانی زندگی پر مرتب کرتا ہے، اجاگر کیا جا سکے۔

روزے کی فرضیت

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت روزے کی فرضیت کے باب میں بلا استثنائے مرد و زن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O

(البقرۃ، ۲:۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اس آیہ کریمہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمد ﷺ پر ہی نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کئے گئے، دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ ثقہ روایت کے مطابق روزے کی فرضیت کا حکم دوسری صدی ہجری میں تحویلِ کعبہ کے واقعہ سے دس روز بعد ماہِ شعبان میں نازل ہوا۔ آیت روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی، جس میں رمضان المبارک کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے باری تعالی نے اہل ایمان سے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اسکے روزے ضرور رکھے۔ (البقرۃ‘ ۱۸۵:۲)

اس آیہ مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحبِ ایمان کو دیا گیا ہے، جو اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پالے۔

امت مصطفوی ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشورہ) کا روزہ باہتمام رکھتے تھے۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کی تیرھویں‘ چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے تین دن جنہیں ایام بیض سے موسوم کیا جاتا ہے‘ کے روزے پہلی امتیں بڑے اہتمام کے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد ان روزوں کی حیثیت بریں بنا سنت کا درجہ اختیار کر گئی کہ آنحضور ﷺ کا عاشورہ اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول مدت العمر قائم رہا۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر اور اسکا تارک گنہگار ہے۔

۲۔ آیت مبارکہ میں دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے وہ روزے کا مقصد ہے جو کہ تقویٰ ہے یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔

روزہ کے واجبات و شرائط

روزے کو عربی میں ’’صوم‘‘ کہتے ہیں جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے

باز رہنے اور رک جانے کا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں روزے کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے۔

الامساک عن المفطرات مع اقتران النیة به من طلوع الفجر الی غروب الشمس۔	روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مفطرات سے رک جانا۔

(تفسیر القرطبی، ۲:۲۷۳)

بعض علمائے فقہ نے الامساک عن المفطرات کا معنی الامساک عن الاکل والشرب والجماع کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا بیان کیا ہے۔ فقہی اعتبار سے پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور ازدواجی تعلق (مباشرت) سے باز رہنے کے عمل کو صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر روزہ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کو ملحوظ رکھنے سے عبارت ہے۔

۱۔ کھانے سے اجتناب ۲۔ پینے سے اجتناب

۳۔ ازواجی تعلق سے اجتناب ۴۔ روزے کی مدت (Duration)

۵۔ اجتناب کی نیت

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ متذکرہ بالا افعال کا صدور اس وقت روزے کی ہیئت اختیار کرتا ہے، جب یہ بہ نیت روزہ ہو، بغیر نیت کے محض بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر طاری کر لینا روزہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہذا رمض کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے

کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کیۓ تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا، جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۴:۲۲۹)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ رمض الصائم سے لیا گیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہوگئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لئے دیا گیا کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (لسان العرب، ۷:۱۶۲)

www.MinhajBooks.com

باب دوم

رمضان المبارک:

احادیث نبوی کی روشنی میں

www.MinhajBooks.com

۱۔روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی ھریرةؓ، قال قال رسول اللہ ﷺ: من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه۔	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔
(صحیح البخاری، ۱:۱۰، کتاب الایمان، رقم حدیث: ۳۸)	

اس حدیث مبارکہ میں روزہ رکھنے اور رمضان المبارک میں قیام کرنے کے ساتھ ایمان اور احتساب کی شرط لگا دی، یعنی اس حالت میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کرے کہ حضور سے ثابت شدہ سب چیزوں کی تصدیق کرے اور فرضیتِ صوم کا اعتقاد بھی رکھے تو اس کو ایمان کا روزہ کہا جائے گا۔

احتساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلبِ ثواب کے لئے یا اس کے اخلاص کی وجہ سے روزہ رکھا اور روزے کی حالت میں صبر کا مظاہرہ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا۔

جو آدمی ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام صغائر معاف

کردیے جاتے ہیں۔ اور کبائر کی معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے یا کبائر کا بوجھ ہلکا بھی ہوسکتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حدثنی عبدالرحمن بن عوف، عن رسول اللہ ﷺ قال: من قام رمضان ایماناً و احتساباً خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه۔

(سنن النسائی، ۱:۳۰۸، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۲۲۰۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ہو۔

۲۔روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للصائم فرحتان، یفرحهما: اذا افطر فرح، و اذا لقی ربه فرح بصومه۔

(صحیح البخاری، ۱:۲۵۵، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۸۰۵)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

ایک خوشی ہر روزے دار کو اس وقت میسر ہوتی ہے، جب وہ کڑے دن کی بھوک اور پیاس کے بعد لذتِ طعام سے آسودہ ہوتا ہے۔ دوسری خوشی حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس وقت نصیب ہوگی جب عالمِ اخروی میں اسے

دیدارِ الٰہی کی نعمتِ عظمٰی سے نوازا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ شہد کی روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی ہوتی ہے تو اس لمحہ اسے خدا کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ روایات میں ہے کہ اہلِ جنت سے جب اللہ رب العزت پوچھیں گے کہ میری جنت میں کس چیز کی کمی ہے؟ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ باری تعالیٰ تیری جنت میں ہر نعمت موجود ہے۔ ایک گوشے میں شہید سکوت برلب اس حال میں بیٹھے ہوں گے کہ ان کے چہروں سے قدرے اضطراب اور آشفتگی کے آثار مترشح ہوں گے۔ ان کی اداسی اور پژمردگی کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ اے باری تعالیٰ یوں تو تیری جنت میں کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے جو بہت شاق گزر رہی ہے'' یہ پوچھنے پر کہ وہ کیا ہے ان کا جواب ہوگا کہ مولا ہمیں تیری جنت میں وہ لذت وحلاوت میسر نہیں، جو تیری راہ میں جان دیتے ہوئے نصیب ہوئی تھی۔ کاش ہمیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیا جائے کہ بارِ دیگر تیری راہ میں جہاد کریں اور جان کا نذرانہ پیش کر کے وہ لذتِ دیدارِ خداوندی دوبارہ حاصل کرسکیں۔

روزے دار کو آخرت میں اس نعمتِ غیر مترقبہ سے نوازا جائے گا، جس کے حصول کے لئے شہید بار بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی آرزو کرے گا۔

۳۔ روزے کا اجر وثواب

عن ابی هريرةؓ، قال قال رسول اللهﷺ: كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة الى ماشاء الله يقول الله تعالىٰ: ألا الصوم، فانه لى،

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ

و أنا أجری به۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۱۹، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصیام، رقم حدیث: ۱۶۳۸)	تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔اور میں بھی اس کی جزا دوں گا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ بعض اعمال کا ثواب صدق نیت اور اخلاص کی وجہ سے دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے، لیکن روزہ کا ثواب بے حد اور بے اندازہ ہے۔ یہ کسی ناپ تول اور حساب کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

روزے کی فضیلت کے اسباب:

روزے کی اس قدر فضیلت کے درج ذیل اسباب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے، کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ **فانه لی** سے اسی چیز کی طرف ہیں اشارہ ہے۔

۲۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کا نقصان ہوتا ہے۔ اس میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشاتِ نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے، جبکہ دوسری عبادتوں میں اس قدر مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

۳۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی **فانه لی اور و انا اخبری** یہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: روزے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ ویسے تو ساری عبادات و طاعات اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں، لیکن روزے کے ساتھ کبھی

غیر اللہ کی عبادت نہیں کی گئی۔ کیونکہ کفار و مشرکین نے کسی دور میں بھی اپنے کسی معبود کی تعظیم روزے کے ساتھ نہیں کی۔ اگرچہ وہ نمازی سجدے اور ذکر و نیاز کی بعض صورتوں کے ساتھ وہ اپنے معبود یعنی باطل کی تعظیم و عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس وجہ سے روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں ریاکاری کا عمل دخل نہیں ہوتا' جبکہ دوسری ظاہری عبادات میں روزہ' حج' زکوۃ' صدقہ میں ریاکاری کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

۵۔ امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ روزے کی اس خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزے دار کو روزہ میں حظِ نفسانی حاصل نہیں ہوتا' لہذا روزہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۶۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھانے پینے سے استغناء اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہوسکتا' لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کرکے مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

۷۔ اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے' جبکہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کردیا ہے۔ اس لئے یہ عبادت اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

۸۔ باقی تمام عبادات سے تو حقوق العباد کی کوتاہیوں کی تلافی ہوگی' لیکن روزہ اس مقصد کے لئے میدانِ حشر میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ روزہ ایسی عبادت ہے' جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا' حتی کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کرسکتے۔

۱۰۔ روزہ کی اضافت اللہ کی طرف تشریف اور عظمت کیلئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم و تشریف کے لئے ہے' ورنہ سارے گھر اللہ ہی کے ہیں۔

۱۱۔ روزہ دار اپنے اندر ملائکہ کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' اس لئے وہ اللہ کو محبوب ہے۔

۱۲۔ صبر جزا کی حد نہیں ہے' اس لئے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں ہوں۔

۴۔ روزہ ڈھال ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصوم جنة من النار کجنة احدکم من القتال.

(سنن النسائی' ۱: ۳۱۱' کتاب الصیام' رقم حدیث: ۲۲۳۰' ۲۲۳۱)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔

جس طرح کہ میدانِ جنگ میں ڈھال غازی کے ہاتھ میں ہوتی ہے پس گویا کہ روزہ بطور تمثیل اس کی ڈھال بن جائے گا۔ اس حدیث کے مطابق نماز مومن کے ایمان کی برہان اور دلیل ہے' کیونکہ برہان دائیں طرف ہوتی ہے۔ گویا کہ یہ مدعی کے لئے بطور شاہد ہے۔ اور غازی کے لئے بطور تلوار اور روزہ اس طرح ہے' جس طرح مدعیٰ علیہ کے لئے حلف ہوتا ہے اور ڈھال نمازی کو دشمن کے وار سے بچاتی ہے اور خود غازی کو بری الذمہ کرتی ہے۔ پس اب واضح ہو گیا کہ نماز کا برہان ہونا اور روزے کا ڈھال ہونا محض بطور اندازہ اور مجاز و تخیل کی قسم سے نہیں بلکہ ان دونوں میں جو مخصوص معنی پایا جاتا ہے' اس کے باعث یہ نام رکھا جانا مناسب ہے۔

امام احمدؒ کی ایک روایت میں جنة و حیص حصین من النار کے الفاظ ہیں جبکہ دوسری روایت میں الصیام جنة مالم یخرقھا کے الفاظ ہیں۔ امام دارمیؒ نے اس میں بالغیبة کے لفظ کا اضافہ کیا ہے۔ دارمیؒ اور ابوداؤدؒ نے اس لفظ کو ترجمہ الباب میں بھی رکھا ہے۔ جنۃ کے لفظ کا معنی وقایة اور ستر ہے۔ اور ان روایت سے ستر کا متعلق واضح ہوگیا کہ وہ النار ہے۔ امام بن عبدالبرؒ نے اس حدیث کی شرح میں اس کو بالجزم لکھا ہے۔ لیکن صاحبِ نہایہ لکھتے ہیں کہ روزہ کے ڈھال ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ روزہ دار کو موذی شہوات سے باز رکھتا ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ کے ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی مشروعیت کے لحاظ سے سترہ اور حفاظت کا سامان ہے۔ پس روزہ دار کا فرض ہے کہ اسے ایسی چیزوں سے بچائے جو اسے فاسد کردیتی ہیں اور اس کے ثواب کو کم کردیتی ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ روزہ کو اس کے فائدہ کے لحاظ سے ڈھال قرار دیا جائے کہ وہ شہواتِ نفس کو ضعف کردیتا ہے۔

قاضی عیاض نے اکمال میں فرمایا ہے کہ جنۃ کا معنی ہے کہ روزہ گناہوں اور آگ سے حفاظت کا سبب ہے۔ امام ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ جہنم اس لئے بنایا گیا ہے کہ جہنم کو شہوات کے ساتھ گھیرا گیا ہے' پس جو آدمی شہوات سے بچے گا وہ جہنم سے محفوظ رہے گا اور روزہ شہوات سے چونکہ بچاتا ہے' اس لئے وہ جہنم کی آگ ڈھال بن جاتا ہے۔ جنۃ کا معنی ڈھال' پردہ اور بچاؤ کا سامان روزہ گناہوں اور جہنم سے بچاؤ کا باعث ہے۔ الصیان جنۃ کی مراد ابن حبانؒ اور مسند احمدؒ کی صحیح حدیث سے واضح ہوجاتی ہے کہ جس میں آتا ہے کہ میت کو جب اس کی قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف سے آجاتی ہیں روزہ بائیں طرف سے' قرآن سر کی جانب سے' اور صدقہ پاؤں کی طرف سے آجاتا ہے۔ اس سے معلوم

ہوا کہ روزہ کی محافظت روزہ دار کے لئے فقط روزے سے ہی نہیں بلکہ دوسری عبادات سے بھی ہوگی۔ روزہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عذاب سے روزہ دار کو بچائے گا اور اس کے دائیں طرف آجائے گا۔

۵۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا کا متغیر ہوجانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هريرة، قال قال رسول الله: والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله يوم القيامة من ريح المسک۔

(صحیح لمسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم حدیث: ۱۱۵۱)

حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک یوم قیامت مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کلام میں مجاز اور استعارہ ہے۔ کیونکہ بعض قسم کی خوشبوؤں کی طرف میلانِ طبع اور بعض سے نفرت، مخلوق کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے متقدس ہے اور چونکہ انسان اپنے محاورات میں خوشبوں کی تعریف کرنا اور اس کی اچھائی کو بیان کرنے کا عادی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی محاوراتی کلام کے رنگ میں اس کی رضا و خوشنودی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو اس بو کے عوض جو خلوِّ معدہ کی وجہ سے منہ میں پیدا ہوجاتی ہے کہ قیامت میں

بہترین خوشبو بطور جزا دیں گے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ شہید کے خون کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

امام نوویؒ نے اس جملہ کی شرح میں فرمایا ہے کہ صحیح ترین اس کا معنی یہ ہے کہ خلوفِ صائم کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ ہے۔

عیدین اور جمعہ کے موقع پر مشک کے استعمال کو بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلوف کا ثواب مشک کی اس محبوبیت سے بھی زیادہ ہے۔

٦۔ جنت کے دروازہ کا کھل جانا اور جہنم کے دروازہ کا بند ہونا

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ: اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم و سلسلت الشياطين۔

(صحیح البخاری، ۱:۲۵۵، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۸۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان داخل ہوجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

آسمان کے دروازے کھلنا کنایہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت خداوندی پے در پے نازل ہوتی ہے اور نیک اعمال کسی رکاوٹ کے بغیر اوپر چڑھتے ہیں۔ اور دعا قبول ہوتی ہے اور جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رمضان میں نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے جو حصولِ جنت کا

باعث ہیں۔ اور دوزخ کے دروازوں کے بند کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے کہ جو جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہیں' کیونکہ وہ کبائر سے بچتا ہے اور روزے کی برکت سے اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

شیطانوں کا جکڑ دینا جانا اس امر سے کنایہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہل ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کی وجہ سے حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے' جاتی رہتی ہے اور غضب اور شہوت ہی بڑے بڑے گناہوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اور قوتِ عقلیہ جو طاعت اور نیکیوں کا باعث ہے' روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے' جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ رمضان میں اور دنوں کی نسبت گنا کم ہوتے ہیں۔ اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم

اگر اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ بعض نافرمان لوگ گناہ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ ایک قسم کا گناہ ترک کریں گے تو دوسری قسم کو اختیار کرلیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانوں کے جکڑے جانے کی علامت یہ ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے' اب پڑھنے لگتے ہیں اس طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں شریک ہونے لگتے ہیں' حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے' پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آجاتے ہیں۔ اور بعض جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا

ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جیسا کہ دوسری حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ سلسلت مردة الشياطين۔ شیطانوں کے سردار کو جکڑ دیا جاتا ہے، ضروری نہیں کہ سب شیاطین کو جکڑ دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطانوں کے سردار (ابلیس) کو جکڑ دیا جاتا ہے، لیکن اس کے چھوٹے چیلے چانٹے نہیں جکڑے جاتے، بلکہ وہ اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گناہوں کا وقوع شیطانوں پر ہی منحصر نہیں، کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر اس کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اس کی سرکشی اور طغیانی کی شوکت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا بھی جانتا ہے کہ وہ کیا گل کھلاتا؟ کیونکہ وہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلے چانٹوں کی مدد اور تعداد پر مغرور ہے۔

اس کا یہ معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روحانی ماحول میں چونکہ روزہ دار نیکیوں میں مشغول اور برائیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ لہذا وہ شیطانی اغوا اور وساوس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اہل ایمان کے لئے فضل ہے، ورنہ کفار و مشرکین تو ان دنوں میں گمراہی و ضلالت میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں، کیونکہ شعائر اللہ کی ہتک کرتے ہیں لیکن اہلِ ایمان چونکہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور عبادت و ریاضت کرتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں نیکیوں کی کثرت

کرتے ہیں اور برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۳۷۴)

علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ رحمت کے دروازوں کا کھولا جانا اپنے حقیقی معنی پر اس شخص کے حق میں محمول ہے' جو رمضان میں وفات پائے اور اس کے اعمال فاسد نہ ہوں۔

محدث ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کے کھولے جانے کا فائدہ یہ ہے کہ ملائکہ روزہ داروں کے عمل کو اچھا جان کر ان کے لئے جنت کو تیار کرتے ہیں۔ اور یہ خدا کی طرف سے روزہ داروں کی بڑی عزت افزائی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ شیاطین کے جکڑے جانے کا مطلب عیسیؒ نے یہ لکھا ہے کہ شیاطین سے مراد اس حدیث میں ملاء اعلی کی باتیں اڑا کر لے بھاگنے پلا لے اور چوری چھپے ملائکہ کی گفتگو سن کر اپنے سرداروں کو بتاتے ہیں اور رمضان میں انہیں اس لئے جکڑا جاتا ہے کہ انہیں نزول قرآن کے زمانے میں استراقِ سمع (چوری چھپے سننے) سے روکا گیا اور رمضان میں مزید حفاظت کیلئے جکڑ دیا گیا۔

چونکہ رمضان میں شیاطین کو دوسرے دنوں کی مانند اہل ایمان کے اغوا کرنے اور فتنہ میں ڈالنے کے مواقع کم سے کم رہ جاتے ہیں۔

شیاطین کو اس لئے بھی جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ مکلّف انسانوں کے عذر کو رفع کر دیا جائے دوسروں لفظوں میں انسان کو اس بات کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ اب شیاطین کو اغوا سے روک دیا گیا ہے۔ اب ترکِ اطاعت اور گناہ کے کرنے کے لئے تیرے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اگر تو اب بھی باز نہ آئے تو یہ تیری کم بختی

اور بدنصیبی ہوگی۔

۷۔ باب الریان صرف روزہ دار کیلئے مخصوص ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن سهل بن سعيد، قال: قال رسول الله ﷺ ان في الجنة بابا يقال له الريان، يدخل منه الصائمون يوم القيامة، لا يدخل منه احد غيرهم۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۵۴، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم حدیث: ۱۷۹۷)

حضرت سہل بن سعدیؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ روز قیامت اس میں روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔

جنت میں انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے کئی دروازے ہیں۔ پس جو شخص دنیا میں کوئی عمل کرے گا وہ جنت میں اس عمل کے دروازے داخل ہوگا۔

ریان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں محدث ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یا تو وہ بنفسہ ریان ہے، کیونکہ اس کی طرف کثیر نہریں جاری ہیں۔ اس کے قریب تازہ اور سرسبز و شاداب پھل پھول بکثرت ہیں۔ قیامت کے دن اس کے ذریعے سے لوگوں کی پیاس زائل ہوگی اور ترو تازگی و نظامت ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے صرف رمضان کے روزے رکھنے والا ہی نہیں بلکہ کثریت سے نفلی روزے رکھے والا بھی اس کا مستحق ہوگا۔

www.MinhajBooks.com